

غیبت زبان کا ایک عظیم گناہ ☆

بعد از خطبہ مسنونہ!

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
﴿وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ
أَخِيهِ مِمَّا فَكَرَ مُتَمَوِّدًا وَآتَقُوا اللَّهَ، إِنَّ اللَّهَ ثَوَّابٌ رَحِيمٌ﴾ (۱)

”غیبت“ ایک سنگین گناہ

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ان گناہوں کا بیان شروع فرما رہے ہیں جو اس زبان سے سرزد ہوتے ہیں، اور سب سے پہلے اس گناہ کو ذکر فرمایا جس کا رواج بہت زیادہ ہو چکا ہے، وہ ہے غیبت کا گناہ۔ یہ ایسی مصیبت ہے جو ہماری مجلسوں پر اور ہمارے معاشرے پر چھا گئی ہے۔ کوئی مجلس اس سے خالی نہیں، کوئی گفتگو اس سے خالی نہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بڑی سخت وعیدیں بیان فرمائی ہیں، اور قرآن کریم نے غیبت کے لئے اتنے سنگین الفاظ استعمال کیے ہیں کہ شاید کسی اور گناہ کے لئے اتنے سنگین الفاظ استعمال نہیں کیے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مِمَّا فَكَرَ مُتَمَوِّدًا﴾

”ایک دوسرے کی غیبت مت کرو (کیونکہ یہ ایسا برا عمل ہے، جیسے اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانا) کیا تم میں سے کوئی اس کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردار بھائی کا گوشت کھائے؟ تم اس کو بہت برا سمجھتے ہو“

لہذا جب تم اس عمل کو برا سمجھتے ہو تو غیبت کو بھی برا سمجھو اس میں ذرا غور کریں کہ اس میں غیبت

کی کتنی شناخت بیان فرمائی ہے۔ ایک تو انسان کا گوشت کھانا، اور آدم خور بن جانا ہی کتنی شناخت کی بات ہے، اور انسان بھی کونسا؟ اپنا بھائی، اور بھائی بھی زندہ نہیں، بلکہ مردہ، اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا جتنا سنگین ہے، اتنا ہی دوسرے کی غیبت کرنا سنگین اور خطرناک ہے

”غیبت“ کی تعریف

غیبت کے کیا معنی ہیں؟ غیبت کے معنی ہیں، دوسرے کی پیٹھ پیچھے برائی بیان کرنا، چاہے وہ برائی صحیح ہو، وہ اس کے اندر پائی جا رہی ہو، غلط نہ ہو، پھر بھی اگر بیان کر دے تو وہ غیبت میں شمار ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی نے حضور اقدس ﷺ سے سوال کیا: یا رسول اللہ غیبت کیا ہوتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:

((ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ))

”اے بھائی کا اس کے پیٹھ پیچھے ایسے انداز میں ذکر کرنا جس کو وہ ناپسند کرتا ہو“
یعنی اگر اس کو پتہ چلے کہ میرا ذکر اس طرح اس مجلس میں کیا گیا تھا، تو اس کو تکلیف ہو، اور وہ اس کو برا سمجھے، تو یہ غیبت ہے۔ ان صحابی نے پھر سوال کیا:

”إِنْ سَمِعْتُ فِي أُخْرَى مَا أَقُولُ“

اگر میرے بھائی کے اندر وہ خرابی واقعہ موجود ہے جو میں بیان کر رہا ہوں، تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ اگر وہ خرابی واقعہ موجود ہے تب تو یہ غیبت ہے، اور اگر وہ خرابی اس کے اندر موجود نہیں ہے، اور تم اس کی طرف جھوٹی نسبت کر رہے ہو، تو پھر یہ غیبت نہیں، پھر تو یہ بہتان بن جائے گا۔ اور وہ برا گناہ ہو جائے گا۔^(۱)

اب ذرا ہماری محفلوں اور مجلسوں کی طرف نظر ڈال کر دیکھئے کہ کس قدر اس کا رواج ہو چکا ہے، اور دن رات اس گناہ کے اندر مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔ بعض لوگ اس کو درست بنانے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ میں غیبت نہیں کر رہا ہوں، میں تو اس کے منہ پر یہ بات کہہ سکتا ہوں مقصد یہ ہے کہ جب میں یہ بات اس کے منہ پر کہہ سکتا ہوں تو میرے لئے یہ غیبت کرنا جائز ہے یاد رکھو، چاہے تم وہ بات اس کے منہ پر کہہ سکتے ہو، یا نہ کہہ سکتے ہو، وہ ہر حالت میں غیبت ہے۔ بس اگر تم

(۱) صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الغیبة، رقم: ۴۶۹۰، سنن الترمذی،

کتاب البر والصلة عن رسول اللہ، باب ما جاء فی الغیبة، رقم: ۱۸۵۷، سنن أبی داؤد، کتاب

الأدب، باب فی الغیبة، رقم: ۴۲۳۱، مسند أحمد، رقم: ۸۶۲۵، سنن الدارمی، کتاب الرفاق،

باب فی الغیبة، رقم: ۲۵۹۸

کسی کا برائی سے ذکر کر رہے ہو تو یہ غیبت کے اندر داخل ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے۔

”غیبت“ گناہ کبیرہ ہے

اور یہ ایسا ہی گناہ کبیرہ ہے جیسے شراب پینا، ڈاکہ ڈالنا، بدکاری کرنا، کبیرہ گناہوں میں داخل ہیں۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ وہ بھی حرام قطعی ہیں، یہ بھی حرام قطعی ہے۔ بلکہ غیبت کا گناہ اس لحاظ سے ان گناہوں سے زیادہ سنگین ہے کہ غیبت کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اور حقوق العباد کا معاملہ یہ ہے کہ جب تک بندہ اس کو معاف نہ کر دے اس وقت تک وہ گناہ معاف نہیں ہوگا، دوسرے گناہ صرف توبہ سے معاف ہو سکتے ہیں لیکن یہ گناہ توبہ سے بھی معاف نہیں ہوگا، اس سے اس گناہ کی سنگینی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے خدا کے لئے اس کا اہتمام کریں کہ نہ غیبت کریں، اور نہ غیبت سنیں، اور جس مجلس میں غیبت ہو رہی ہو، اس میں گفتگو کا رخ بدلنے کی کوشش کریں، کوئی دوسرا موضوع چھیڑ دیں، اگر گفتگو کا رخ نہیں بدل سکتے تو پھر اس مجلس سے اٹھ کر چلے آئیں۔ اس لئے کہ غیبت کرنا بھی حرام ہے، اور غیبت سننا بھی حرام ہے۔

یہ لوگ اپنے چہرے نوچیں گے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَمَّا أُخْرِجَ بَنِي مَرْزُوثَ يَقُومُ لَهُمْ أَطْعَامٌ مِنْ تَحَاسٍ يَحْمُشُونَ وَخُجُوهَهُمْ وَصُلُورَهُمْ فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ، وَيَقْعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ)) (۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما حضور اقدس ﷺ کے خاص خادم تھے، دس سال تک حضور اقدس ﷺ کی خدمت کی، وہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس رات معراج میں مجھے اوپر لے جایا گیا، تو وہاں میرا گزرا ایسے لوگوں پر ہوا، جو اپنے ناخنوں سے اپنے چہرے نوچ رہے تھے میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے، اور لوگوں کی آبروؤں پر حملہ کیا کرتے تھے“

غیبت، زنا سے بدتر ہے

چونکہ اس گناہ کو حضور اقدس ﷺ نے مختلف طریقوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے پیش فرمایا، ان سب کو پیش نظر رکھنا چاہئے، تاکہ ہمارے دلوں میں اس کی شاعت اور قباحیت بیٹھ جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کی شاعت ہمارے دلوں میں بٹھا دے، اور اس شاعت اور قباحیت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس حدیث کے اندر آپ نے دیکھا کہ آخرت میں ان کا یہ انجام ہوگا کہ اپنے چہرے نوچ رہے ہوں گے اور ایک روایت میں جو سند کے اعتبار سے بہت مضبوط نہیں ہے، مگر معنی کے اعتبار سے صحیح ہے وہ یہ کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ غیبت کا گناہ زنا کے گناہ سے بھی بدتر ہے، اور وجہ اس کی یہ بیان فرمائی کہ خدا نہ کرے اگر کوئی زنا میں مبتلا ہو جائے تو جب کبھی ندامت اور شرمندگی ہوگی، اور تو یہ کر لے گا تو انشاء اللہ معاف ہو جائے گا، لیکن غیبت کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوگا جب تک وہ شخص معاف نہ کر دے جس کی غیبت اور بے آبروئی کی گئی ہے، اتنا خطرناک گناہ ہے۔^(۱)

غیبت کرنے والے کو جنت سے روک دیا جائے گا

ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ غیبت کرنے والے ہوں گے، انہوں نے بظاہر دنیا میں بڑے اچھے اعمال کیے ہوں گے، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، عبادتیں کیں، لیکن جس وقت وہ لوگ پل صراط پر سے گزریں گے آپ حضرات جانتے ہیں کہ پل صراط ایک پل ہے جو جہنم کے اوپر سے گزرتا ہے، ہر انسان کو اس کے اوپر سے گزرنا ہے، اب جو شخص جنتی ہے، وہ اس پل کو پار کر کے جنت میں پہنچ جائے گا، اور اللہ بچائے جس کو جہنم میں جانا ہے، اس کو اسی پل کے اوپر سے نیچے کھینچ لیا جائے گا، اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا لیکن غیبت کرنے والوں کو پل کے اوپر جانے سے روک دیا جائے گا، اور ان سے کہا جائے گا کہ تم آگے نہیں بڑھ سکتے، جب تک اس غیبت کا کفارہ ادا نہ کر دو گے یعنی جس کی غیبت کی ہے ان سے معافی نہ مانگ لو گے، اور وہ تمہیں معاف نہ کر دے اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔

بدترین سود غیبت ہے

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ سود اتنا زبردست گناہ ہے کہ اس کے

اندر بے شمار خرابیاں ہیں، اور بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے، اور اس کا ادنیٰ گناہ ایسا ہے العیاذ باللہ جیسے کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرے، دیکھئے، سود پر اتنی سخت وعید آئی ہے، کہ ایسی وعید اور کسی گناہ پر نہیں آئی۔ پھر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بدترین سود یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی آبرو پر حملہ کرے، کتنی سخت وعید بیان فرمائی۔ (۲)

غیبت، مردار بھائی کا گوشت کھانا ہے

ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں دو خواتین تھیں، انہوں نے روزہ رکھا، اور روزہ کی حالت میں دونوں خواتین آپس میں بات چیت کرنے میں مشغول ہو گئیں، جس کے نتیجے میں غیبت تک پہنچ گئیں۔ کسی کا ذکر شروع ہوا تو اس کی غیبت بھی شروع ہو گئی تھوڑی دیر بعد حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب آئے اور آکر بتایا کہ یا رسول اللہ ان دو خواتین نے روزہ رکھا تھا، مگر اب ان کی حالت بہت خراب ہو رہی ہے، اور پیاس کی وجہ سے ان کی جان لبوں پر آرہی ہے، اور وہ خواتین مرنے کے قریب ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو بظاہر ہذریدہ وحی یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ ان خواتین نے غیبت کی ہے چنانچہ آپ نے حکم فرمایا کہ ان خواتین کو میرے پاس لے آؤ۔ جب ان خواتین کو حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے دیکھا کہ واقعہ وہ لب دم آئی ہوئی ہیں۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ ایک بڑا پیالہ لاؤ۔ چنانچہ پیالہ آیا تو آپ نے ان میں سے ایک خاتون کو حکم فرمایا کہ تم اس پیالے میں تے کرو۔ جب اس نے تے کرنی شروع کی تو تے کے ذریعہ اندر سے پیپ اور خون اور گوشت کے ٹکڑے خارج ہوئے۔ پھر دوسری خاتون سے فرمایا کہ تم تے کرو، جب اس نے تے کی تو اس میں بھی خون اور پیپ اور گوشت کے ٹکڑے خارج ہوئے۔ یہاں تک وہ پیالہ بھر گیا پھر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے ان بہنوں اور بھائیوں کا خون اور پیپ اور گوشت ہے جو تم دونوں نے روزے کی حالت میں کھایا تھا۔ (۳)

تم دونوں نے روزے کی حالت میں جائز کھانے سے تو اجتناب کر لیا، لیکن جو حرام کھانا تھا، یعنی دوسرے مسلمان بھائی کا خون اور گوشت کھانا اس کو تم نے نہیں چھوڑا، جس کے نتیجے میں تم دونوں کے پیٹوں میں یہ چیزیں بھر گئی تھیں، اس کی وجہ سے تم دونوں کی یہ حالت ہوئی اس کے بعد فرمایا کہ

(۱) جامع الاحادیث، رقم: ۱۲۸۲۳ (۱۳/۱۶۳)، الترغیب والترہیب، رقم: ۲۸۴۶ (۳/۵)، شعب

الایمان، رقم: ۵۲۷۹ (۱۱/۴۹۹)، کنز العمال، رقم: ۹۷۵۹ (۴/۱۰۵)

(۲) سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی الغیبة، رقم: ۴۲۳۳، مسند أحمد، رقم: ۱۵۶۴

(۳) التفسیر لابن کثیر (۴/۲۷۳)، سورۃ الحجرات

آئندہ کبھی غیبت کا ارتکاب مت کرنا گویا اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے غیبت کی صورت مثالی دکھادی کہ غیبت کا یہ انجام ہوتا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ ہم لوگوں کا ذوق خراب ہو گیا ہے، ہماری حس مٹ چکی ہے، جس کی وجہ سے گناہ کی شہادت اور قباحت دل سے جاتی رہی ہے۔ لیکن جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ حس سلیم عطا فرماتے ہیں، اور ذوق سلیم عطا فرماتے ہیں، ان کو اس کا مشاہدہ بھی کرا دیتے ہیں۔

غیبت کرنے پر عبرت ناک خواب

چنانچہ ایک تابعی جن کا نام ربیع ہے، وہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک مجلس میں پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں، میں بھی اس مجلس میں بیٹھ گیا۔ اب باتیں کرنے کے دوران کسی آدمی کی غیبت شروع ہو گئی۔ مجھے یہ بات بری لگی کہ ہم یہاں مجلس میں بیٹھ کر کسی کی غیبت کریں، چنانچہ میں اس مجلس سے اٹھ کر چلا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی مجلس میں غیبت ہو رہی ہو، تو آدمی کو چاہئے اس کو روکے، اور اگر روکنے کی طاقت نہ ہو تو کم از کم اس گفتگو میں شریک نہ ہو۔ بلکہ اٹھ کر چلا جائے چنانچہ میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد خیال آیا کہ اب اس مجلس میں غیبت کا موضوع ختم ہو گیا ہوگا، اس لئے میں دوبارہ اس مجلس میں جا کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اب تھوڑی دیر ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں، لیکن تھوڑی دیر کے بعد پھر غیبت شروع ہو گئی۔ لیکن اب میری ہمت کمزور پڑ گئی، اور میں اس مجلس سے نہ اٹھ سکا، اور جو غیبت وہ لوگ کر رہے تھے، پہلے تو اس کو سنتا رہا اور پھر میں نے خود بھی غیبت کے ایک دو جملے کہہ دیئے۔

جب اس مجلس سے اٹھ کر گھر واپس آیا اور رات کو سویا تو خواب میں ایک انتہائی سیاہ فام آدمی کو دیکھا، جو ایک بڑے سے طشت میں میرے پاس گوشت لے کر آیا۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ خنزیر کا گوشت ہے اور وہ سیاہ فام آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ خنزیر کا گوشت کھاؤ۔ میں نے کہا کہ میں مسلمان آدمی ہوں، خنزیر کا گوشت کیسے کھاؤں؟ اس نے کہا کہ نہیں، یہ تمہیں کھانا پڑے گا، اور پھر زبردستی اس نے گوشت کے ٹکڑے اٹھا کر میرے منہ میں ٹھونسنے شروع کر دیئے۔ اب میں منع کرتا جا رہا ہوں۔ وہ ٹھونستا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ مجھے متلی اور تے آنے لگی، مگر وہ ٹھونستا جا رہا تھا۔ پھر اسی شدید اذیت کی حالت میں میری آنکھ کھل گئی جب بیدار ہونے کے بعد میں نے کھانے کے وقت کھانا کھایا تو خواب میں جو خنزیر کے گوشت کا بدبودار اور خراب ذائقہ تھا، وہ ذائقہ مجھے اپنے کھانے میں محسوس ہوا، اور تین دن تک میرا یہ حال رہا جس وقت بھی میں کھانا کھاتا تو ہر کھانے میں اس خنزیر کے گوشت کا بدترین ذائقہ میرے کھانے میں شامل ہو جاتا اور اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ نے

اس پر متنبہ فرمایا کہ ذرا سی دیر جو میں نے مجلس میں غیبت کر لی تھی، اس کا برا ذائقہ میں تین دن تک محسوس کرتا رہا اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

حرام کھانے کی ظلمت

بات دراصل یہ ہے کہ اس ماحول کی خرابی کی وجہ سے ہماری حس خراب ہو گئی ہے اس لئے گناہ کا گناہ ہونا محسوس نہیں ہوتا حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ ایک جگہ دعوت میں کھانے کے ایک دو لقمے کھالیے تھے۔ وہ کھانا کچھ مشتبہ سا تھا، اس کے حرام ہونے کا کچھ شبہ تھا بعد میں فرماتے تھے کہ میں نے وہ ایک یا دو لقمے جو کھالیے تو اس کی ظلمت مہینوں تک قلب میں محسوس ہوتی رہی، اور بار بار برے خیالات دل میں آتے رہے، گناہ کرنے کے داعیے دل میں پیدا ہوتے رہے، اور گناہ کی طرف رغبت ہوتی رہی۔

گناہ کا اثر ایک یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے قلب میں ظلمت پیدا ہو جاتی ہے، اس ظلمت کے نتیجے میں دوسرے گناہ کرنے کے تقاضے پیدا ہوتے ہیں، اور ان کی طرف آدمی بڑھنے لگتا ہے، اور گناہوں کا شوق پیدا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کی حس کو درست فرمادے۔

بہر حال یہ غیبت کا گناہ بڑا خطرناک گناہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ حسِ سلیم عطا فرمادے وہی جان سکتا ہے کہ میں یہ کیا کر رہا ہوں، اس سے اندازہ کریں کہ یہ غیبت کتنا بڑا گناہ ہے۔

غیبت کی اجازت کے مواقع

البتہ ایک بات ذرا سمجھ لیجئے وہ یہ کہ غیبت کی تعریف تو میں نے آپ کو بتادی تھی کہ کسی کا پیٹھ پیچھے اس طرح ذکر کرنا کہ اگر اس کو معلوم ہو جائے کہ میرا اس طرح ذکر کیا گیا ہے، تو اس کو ناگوار ہو، چاہے بات صحیح کی جارہی ہو، یہ ہے غیبت لیکن شریعت نے ہر چیز کی رعایت رکھی ہے، انسان کی فطرت کی بھی رعایت کی ہے، انسان کی جائز ضروریات کا بھی لحاظ رکھا ہے، لہذا غیبت سے چند چیزوں کو مستثنیٰ کر دیا ہے، اگرچہ بظاہر وہ غیبت ہیں۔ لیکن شرعاً جائز ہیں۔

دوسرے کے شر سے بچانے کے لئے غیبت کرنا

مثلاً ایک شخص ایک ایسا کام کر رہا ہے، جس سے دوسرے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، اب اگر اس دوسرے کو اس کے بارے میں نہ بتایا گیا تو وہ اس کے ہاتھوں سے نقصان کا شکار ہو جائے گا۔ اس وقت اگر آپ اس دوسرے شخص کو بتادیں کہ فلاں شخص سے ہوشیار رہنا تو ایسا کرنا جائز ہے یہ بات خود

حضور اقدس ﷺ نے سکھادی، ہر بات بیان کر کے دنیا سے تشریف لے گئے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بیٹھی ہوئی تھی اور ایک صاحب ہماری طرف سامنے سے آرہے تھے، ابھی وہ صاحب راستے ہی میں تھے کہ حضور اقدس ﷺ نے اس شخص کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے فرمایا:

((يَسِّرْ أَخُو الْعَشِيرَةِ))

”یہ شخص اپنے قبیلے کا برا آدمی ہے“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ذرا سنبھل کر بیٹھ گئی کہ یہ برا آدمی ہے، ذرا ہوشیار رہنا چاہئے، جب وہ شخص مجلس میں آکر بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے اپنی عادت کے مطابق نرم انداز میں گفتگو فرمائی، اس کے بعد جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ یہ شخص برا آدمی ہے، لیکن جب وہ آپ کے پاس آکر بیٹھ گیا تو آپ اس کے ساتھ بہت نرمی اور شفیقہ انداز میں گفتگو کرتے رہے، یہ کیا بات ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ دیکھو، وہ بدترین شخص ہے جس کے شر کے خوف سے لوگ اس کو چھوڑ دیں، یعنی اس آدمی میں طبیعت کے لحاظ سے فساد ہے، اگر اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ نہ کیا جائے تو فتنہ فساد کھڑا کر سکتا ہے۔ اس لئے میں نے اپنی عادت کے مطابق اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا۔ (۱)

علماء کرام نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے پہلے سے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتادیا کہ یہ برا آدمی ہے، بظاہر تو یہ نصیحت ہے، اس لئے کہ اس کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی کی جارہی ہے، لیکن یہ نصیحت اس لئے جائز ہوئی کہ اس کے ذریعہ حضور اقدس ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو متنبہ کر دیا جائے تاکہ آئندہ وہ اس کے کسی فساد کا شکار نہ ہو جائیں لہذا کسی شخص کو دوسرے کے ظلم سے بچانے کے لئے اس کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی بیان کر دی جائے تو یہ نصیحت میں داخل نہیں، ایسا کرنا جائز ہے۔

اگر دوسرے کی جان کا خطرہ ہو

بلکہ بعض صورتوں میں اس کی برائی بیان کرنا واجب ہے، مثلاً ایک آدمی کو آپ نے دیکھا کہ وہ دوسرے پر حملے کرنے اور اس کی جان لینے کی تیاری کر رہا ہے، تو ایسی صورت میں اس دوسرے شخص کو بتانا واجب ہے کہ تمہاری جان خطرے میں ہے تاکہ وہ اپنا تحفظ کر سکے، لہذا ایسے

(۱) صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب لم یکن النبی فاحشاً ولا منقحشاً، رقم: ۵۵۷۲، سنن أبی

داؤد، کتاب الأدب، باب فی حسن العشرة، رقم: ۴۱۶۵، مسند أحمد، رقم: ۲۲۹۷۷

موقع پر غیبت جائز ہو جاتی ہے۔

علائیہ گناہ کرنے والے کی غیبت

ایک حدیث ہے، جس کا صحیح مطلب لوگ نہیں سمجھتے، اور وہ یہ کہ ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

((لَا غَيْبَةَ لِفَاسِقٍ وَلَا مُتَجَاهِرٍ))^(۱)

وہ یہ کہ ”فاسق کی غیبت غیبت نہیں“ اس کا مطلب بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو شخص اگر کسی گناہ کبیرہ کے اندر مبتلا ہے تو اس کی جو چاہو، غیبت کرتے رہو، وہ جائز ہے، یا جو بدعات میں مبتلا ہے، تو اس کی غیبت جائز ہے حالانکہ اس قول کا یہ مطلب نہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص علانیہ فسق و فجور کے اندر مبتلا ہے، مثلاً ایک شخص علی الاعلان کھلم کھلا شراب پیتا ہے، اب اگر کوئی شخص اس کے پیچھے یہ کہے کہ وہ شراب پیتا ہے تو یہ غیبت نہیں، اس لئے کہ وہ خود ہی اعلان کر رہا ہے کہ میں شراب پیتا ہوں، اب اگر اس کے پیچھے اس کے شراب پینے کا تذکرہ کیا جائے گا تو اس کو ناگواری نہیں ہوگی، اس لئے کہ وہ خود علانیہ لوگوں کے سامنے پیتا ہے، لہذا یہ غیبت میں داخل نہ ہوگا۔

یہ بھی غیبت میں داخل ہے

لیکن جو کام وہ دوسروں پر ظاہر کرنا نہیں چاہتا، اگر اس کا تذکرہ آپ لوگوں کے سامنے کریں گے تو وہ غیبت میں داخل ہوگا۔ مثلاً وہ شخص کھلم کھلا شراب تو پیتا ہے، کھلم کھلا سود تو کھاتا ہے، لیکن کوئی گناہ ایسا ہے جو وہ چھپ کر کرتا ہے، اور لوگوں کے سامنے اس کو ظاہر کرنا نہیں چاہتا، اور وہ گناہ ایسا ہے کہ اس کا نقصان دوسرے کو نہیں پہنچ سکتا تو اب اس کی غیبت کرنا اور اس گناہ کا تذکرہ کرنا جائز نہیں، لہذا جس فسق و فجور کا ارتکاب وہ کھلم کھلا کر رہا ہو، اس کا تذکرہ غیبت میں داخل نہیں ورنہ غیبت میں داخل ہے۔ یہ مطلب ہے اس قول کا کہ ”فاسق کی غیبت غیبت نہیں“

فاسق و فاجر کی غیبت جائز نہیں

حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ ایک مجلس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے، اسی مجلس میں کسی شخص نے حجاج بن یوسف کی برائیاں شروع

(۱) جامع الأصول من احادیث الرسول، رقم: ۶۲۱۹ (۱/۶۳۰۳)، کشف الخفاء، رقم: ۳۰۸۱

کر دیں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ٹوکا اور فرمایا کہ ”دیکھو یہ جو تم ان کی برائیاں بیان کر رہے ہو، یہ غیبت ہے، اور یہ مت سمجھنا کہ اگر حجاج بن یوسف کی گردن پر سینکڑوں انسانوں کا خون ہے تو اب اس کی غیبت حلال ہوگئی، حالانکہ اس کی غیبت حلال نہیں ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ جہاں حجاج بن یوسف سے ان سینکڑوں انسانوں کے خون کا حساب لیں گے جو اس کی گردن پر ہیں تو وہاں اس غیبت کا بھی حساب لیں گے جو تم اس کے پیچھے کر رہے ہو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

لہذا یہ مت سمجھو کہ فلاں شخص فاسق و فاجر اور بدعتی ہے، اس کی جتنی چاہو غیبت کر لو، بلکہ اس کی غیبت کرنے سے احتراز کرنا واجب ہے۔

ظالم کے ظلم کا تذکرہ غیبت نہیں

ایک اور موقع پر بھی غیبت کو شریعت نے جائز قرار دیا ہے۔ وہ یہ کہ ایک شخص نے تم پر ظلم کیا اور اب اس ظلم کا تذکرہ کسی دوسرے سے کرتے ہو کہ میرے ساتھ یہ ظلم ہوا ہے، اور یہ زیادتی ہوئی ہے۔ یہ غیبت نہیں اس میں گناہ نہیں۔ چاہے وہ شخص جس کے سامنے تم اس ظلم کا تذکرہ کر رہے ہو اس ظلم کا تذکرہ کر سکتا ہو، چاہے تذکرہ نہ کر سکتا ہو۔ مثلاً ایک شخص نے تمہاری چوری کر لی، اب چاکر تھانے میں اطلاع دو کہ فلاں شخص نے چوری کر لی ہے تو اب اگرچہ یہ اس کے پیٹھ پیچھے اس کا تذکرہ ہے، لیکن غیبت میں داخل نہیں، اس لئے کہ تمہیں نقصان پہنچایا گیا، تم پر ظلم کیا گیا اور اب تم نے اس ظلم کے خلاف چاکر شکایت کی۔ وہ تمہارے ظلم کا تذکرہ کر سکتے ہیں تو یہ غیبت میں داخل نہیں۔

لیکن اگر اس چوری کا تذکرہ ایسے شخص کے سامنے کیا جا رہا ہے جو اس ظلم کا تذکرہ نہیں کر سکتا مثلاً چوری کے واقعے کے بعد کچھ لوگ تمہارے پاس آئے تو تم نے ان کے سامنے تذکرہ کر دیا کہ آج رات فلاں شخص نے چوری کر لی، یا فلاں شخص نے ہمیں یہ نقصان پہنچا دیا، یا فلاں شخص نے ہمارے ساتھ یہ زیادتی کر دی تو یہ بیان کرنے میں کوئی گناہ نہیں، یہ غیبت میں داخل نہیں۔

دیکھئے! شریعت ہماری فطرت کی کتنی رعایت رکھتی ہے، انسان کی فطرت یہ ہے کہ جب اس کے ساتھ ظلم ہو جائے تو کم از کم وہ اپنے غم کا دکھزار رو کر اپنے دل کی تسلی کر سکتا ہے۔ چاہے دوسرا شخص اس کا تذکرہ کر سکتا ہو، یا نہ کر سکتا ہو، اس لئے شریعت نے اجازت دے دی کہ اس کی اجازت ہے۔

﴿لَا يُحِبُّ اللَّهُ السُّخْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ﴾ (۱)

وایسے تو اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں فرماتے کہ برائی کا تذکرہ کیا جائے البتہ جس شخص پر ظلم

(۱) النساء: ۱۰۸، آیت مبارکہ کا ترجمہ یہ ہے ”اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کسی کی برائی علانیہ زبان پر لائی جائے، الا یہ کہ کسی پر ظلم ہوا ہو“

ہو اور اپنا ظلم دوسروں کے سامنے بیان کر سکتا ہے۔ یہ غیبت میں داخل نہیں، بلکہ جائز ہے بہر حال، یہ مستثنیات ہیں جنہیں غیبت سے اللہ تعالیٰ نے نکال دیا ہے، اس میں غیبت کا گناہ نہیں، لیکن ان کے علاوہ ہم لوگ مجلس میں بیٹھ کر قصہ گوئی کے طور پر، وقت گزاری کے طور پر مجلس آرائی کے طور پر دوسروں کا ذکر شروع کر دیتے ہیں، یہ سب غیبت کے اندر داخل ہے۔ خدا کے لئے اپنی جانوں پر رحم کر کے اس کا سد باب کرنے کی کوشش کریں۔ اور ذرا اس زبان کو قابو میں لائیں۔ اس کو تھوڑا سا لگام لگائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

غیبت سے بچنے کے لئے عزم اور ہمت

غیبت کا تذکرہ میں نے آپ کے سامنے کر دیا اور آپ نے سن لیا۔ لیکن محض کہنے سننے سے بات نہیں بنتی، جب تک عزم اور ارادہ نہ کیا جائے، ہمت نہ کی جائے اور قدم آگے نہ بڑھایا جائے۔ یہ عزم کر لو کہ آج کے بعد اس زبان سے کوئی غیبت کا کلمہ نہیں نکلے گا انشاء اللہ، اور اگر کبھی غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ کر لو، اور صحیح علاج اس کا یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے، اس سے معافی مانگ لو کہ میں نے تمہاری غیبت کی ہے، مجھے معاف کر دو، بعض اللہ کے بندے یہ کام کرتے ہیں۔

غیبت سے بچنے کا علاج

حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ میرے پاس آتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی غیبت کی تھی، مجھے معاف کر دیجئے، میں ان سے کہتا ہوں کہ میں تمہیں معاف کر دوں گا، لیکن ایک شرط ہے، وہ یہ کہ پہلے یہ بتا دو کہ کیا غیبت کی تھی؟ تاکہ مجھے پتہ چلے کہ میرے پیچھے کیا کہا جاتا ہے۔

کہتی ہے تجھ کو غلطی خدا غائبانہ کیا؟

اگر بتا دو گے تو میں معاف کر دوں گا۔ پھر فرمایا کہ میں اس حکمت سے پوچھتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ جو بات میرے بارے میں کہی ہو وہ درست ہو، اور واقعی میرے اندر وہ غلطی موجود ہو، اور پوچھنے سے وہ غلطی سامنے آجائے گی تو اللہ تعالیٰ مجھے اس سے بچنے کی توفیق دے دیں گے، اس لئے میں پوچھ لیتا ہوں۔

لہذا اگر غیبت کبھی سرزد ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ اس سے کہہ دو کہ میں نے آپ کی غیبت کی ہے، اس وقت دل پر بہت آئے تو چلیں گے، اپنی زبان سے یہ کہنا تو بڑا مشکل کام ہے، لیکن علاج یہی ہے، دو چار مرتبہ اگر یہ علاج کر لیا تو انشاء اللہ آئندہ کے لئے سبق ہو جائے گا۔

بزرگوں نے اس سے بچنے کے لئے دوسرے علاج بھی ذکر فرمائے ہیں، مثلاً حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب دوسرے کا تذکرہ زبان پر آنے لگے تو اس وقت فوراً اپنے عیوب کا استحضار کرو، کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو عیب سے خالی ہو، اور یہ خیال لاؤ کہ خود میرے اندر تو فلاں برائی ہے، میں دوسروں کی کیا برائی بیان کروں، اور اس عذاب کا دھیان کرو جس کا بیان ابھی ہوا کہ ایک کلمہ اگر زبان سے نکال دوں گا، لیکن اس کا انجام کتنا برا ہے، اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگئے کہ یا اللہ! اس بلا سے نجات عطا فرما دیجئے۔ جب کبھی مجلس میں کوئی تذکرہ آنے لگے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرلو، یا اللہ! یہ تذکرہ مجلس میں آرہا ہے۔ مجھے بچا لیجئے، میں کہیں اس کے اندر مبتلا نہ ہو جاؤں۔

غیبت کا کفارہ

البتہ بعض روایات میں ہے، جو اگرچہ ہیں تو ضعیف، لیکن معنی کے اعتبار سے صحیح ہیں۔ کہ اگر کسی کی غیبت ہوگئی ہے تو اس غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ اس کے لئے خوب دعائیں کرو، استغفار کرو، مثلاً فرض کریں کہ آج کسی کو غفلت سے تنبیہ ہوئی کہ واقعہ آج تک ہم بڑی سخت غلطی کے اندر مبتلا رہے۔ معلوم نہیں کن کن لوگوں کی غیبت کر لی۔ اب آئندہ انشاء اللہ کسی کی غیبت نہیں کریں گے۔ لیکن اب تک جن کی غیبت کی ہے، ان کو کہاں کہاں تک یاد کریں اور ان سے کیسے معافی مانگیں؟ کہاں کہاں جائیں؟ اس لئے اب ان کے لئے دعا اور استغفار کرلو۔ (۱)

حقوق کی تلافی کی صورت

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہ اور میرے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ نے تو یہ کیا تھا کہ ایک خط لکھ کر سب کو بھجوا دیا، اس خط میں یہ لکھا کہ زندگی میں معلوم نہیں آپ کے کتنے حقوق تلف ہوئے ہوں گے، کتنی غلطیاں ہوئی ہوں گی، میں اجمالی طور پر آپ سے معافی مانگتا ہوں کہ اللہ کے لئے مجھے معاف کر دیجئے۔ یہ خط اپنے تمام اہل تعلقات کو بھجوا دیا، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ ان حقوق کو معاف کرا دیں گے۔

اگر ایسے لوگوں کے حقوق تلف کیے ہیں جن سے اب رجوع کرنا ممکن نہیں، یا تو ان کا انتقال ہو چکا ہے، یا کسی ایسی جگہ چلے گئے ہیں کہ ان کا یہ معلوم کرنا ممکن نہیں تو ایسی صورت کے لئے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کی غیبت کی گئی تھی یا جن کے حقوق تلف کیے تھے ان کے حق میں

خوب دعا کرو کہ یا اللہ میں نے اس کی جو غیبت کی تھی اس کو اس کے حق میں باعثِ ترقی درجات بنادیتے اور اس کو دین و دنیا کی ترقیات عطا فرمائیے، اور اس کے حق میں خوب استغفار کرو تو یہ بھی اس کی تلافی کی ایک شکل ہے۔

اگر ہم بھی اپنے اہل تعلقات کو اس قسم کا خط لکھ کر بھیج دیں تو کیا اس سے ہماری بیٹی ہو جائے گی؟ یا بے عزتی ہو جائے گی؟ کیا بعید ہے کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ہماری معافی کا سامان کر دیں۔

معاف کرنے کرانے کی فضیلت

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی اللہ کا بندہ کسی دوسرے سے معافی مانگے اور سچے دل سے مانگے، اب اگر سامنے والا یہ دیکھ کر کہ یہ مجھ سے معافی مانگ رہا ہے نادم اور شرمندہ ہو رہا ہے اس کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرنے والے کو اس دن معاف کرے گا جس دن اس کو معافی کی سب سے زیادہ حاجت ہوگی، اور اگر ایک شخص نادم ہو کر معافی مانگ رہا ہے لیکن یہ شخص معافی دینے سے انکار کر رہا ہے کہ میں معاف نہیں کروں گا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اس کو اس دن معاف نہیں کروں گا جس دن اس کو معافی کی سب سے زیادہ ضرورت ہوگی۔ جب تو میرے بندوں کو معاف نہیں کرتا تو تجھے کیسے معاف کیا جائے۔

اس لئے یہ بڑا خطرناک معاملہ ہے۔ لہذا اگر کسی شخص نے ندامت کے ساتھ دوسرے سے معافی مانگ لی تو اس نے اپنا فریضہ ادا کر لیا اس سے عہدہ بردار ہو گیا، چاہے دوسرا شخص معاف کرے یا نہ کرے۔ اس لئے حقوق کی معافی مانگ کر ہر وقت تیار رہنا ہے۔

حضور ﷺ کا معافی مانگنا

ارے ہم اور آپ کس شمار و قطار میں ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں کھڑے ہو گئے، اور تمام صحابہ کرام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: آج میں اپنے آپ کو تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ اگر کسی شخص کو مجھ سے تکلیف پہنچی ہو، یا میں نے کسی کی جانی، مالی کسی بھی اعتبار سے حق تلفی کی ہو تو آج میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں، اگر بدلہ لینا چاہتے ہو تو بدلہ لے لو، اور اگر مجھے معاف کرنا چاہتے ہو تو معاف کر دو، تاکہ کل قیامت کے دن تمہارا کوئی حق میرے اوپر باقی نہ رہے۔

بتائیے! سرکارِ دو عالم ﷺ وہ محسنِ اعظم اور پیشوائے اعظم جن کے ایک سانس کے بدلے صحابہ کرام اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار تھے، وہ فرما رہے ہیں کہ اگر میں نے کسی کو مارا ہو یا

تکلیف پہنچائی ہو تو وہ مجھ سے بدلہ لے لے۔ چنانچہ ایک صحابی کھڑے ہو گئے، اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے ایک مرتبہ میری کمر پر مارا تھا، میں اس کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے کسی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا، بلکہ فرمایا کہ آجاؤ، اور بدلہ لے لو، کمر پر مار لو۔ جب وہ صحابی کمر کے پیچھے آ گئے تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! جس وقت آپ نے مجھے مارا تھا، اس وقت میری کمرنگی تھی، اور اس وقت آپ کی کمر پر کپڑا ہے، اگر اسی حالت میں میں بدلہ لوں گا تو بدلہ پورا نہیں ہوگا۔ حضور ﷺ اس وقت چادر اوڑھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا کہ میں چادر اٹھا دیتا ہوں۔ چنانچہ جس وقت آپ نے چادر اٹھائی تو ان صحابی نے آگے بڑھ کر اس مہربان کو چوم لیا، جو آپ کی پشت پر تھی، اور پھر ان صحابی نے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ گستاخی میں نے صرف اس لئے کی تاکہ مجھے اس مہربانیت کا بوسہ لینے کا موقع مل جائے، آپ ﷺ مجھے معاف فرمادیں۔ (۱)

بہر حال، اس طرح حضور ﷺ نے اپنے آپ کو صحابہ کرام کے سامنے پیش کر دیا۔ اب ہم اور آپ کس شمار و قطار میں ہیں۔ اگر ہم بھی اپنے اہل تعلقات کو یہ لکھ کر بھیج دیں تو اس سے ہمارا کیا گہر جائے گا۔ شاید اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمادیں، اور اتباعِ سنت کی نیت سے جب یہ کام کریں تو اس سنت کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمارا بیڑہ پار فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلام کا ایک اصول

دیکھئے! اسلام کا ایک اصول ہے جو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، وہ یہ کہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے لئے بھی وہی پسند کرو جو دوسرے کے لئے پسند کرتے ہو، اور دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ اور جو اپنے لئے ناپسند ہو وہ دوسرے کے لئے بھی ناپسند کرو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اگر کوئی شخص اس طرح پیٹھ پیچھے برائی سے تمہارا ذکر کرے تو اس وقت تمہارے دل پر کیا گزرے گی؟ تم اس کو اچھا سمجھو گے یا برا سمجھو گے؟ اگر تم اس کو برا سمجھتے ہو، اور اپنے لئے اس کو پسند نہیں کرتے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کو تم اپنے بھائی کے لئے پسند کرو؟ یہ دوہرے معیار وضع کرنا کہ اپنے لئے کچھ اور پیانا ہے، اور دوسرے کے لئے کچھ اور پیانا ہے۔ اسی کا نام منافقت ہے۔ گویا کہ غیبت کے اندر منافقت بھی داخل ہے۔ جب ان باتوں کو سوچو گے اور اس گناہ پر جو عذاب دیا جائے گا اس کو سوچو گے تو انشاء اللہ غیبت کرنے کے جذبے میں کمی آئے گی۔

غیبت سے بچنے کا آسان راستہ

ہمارے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ غیبت سے بچنے کا آسان راستہ یہ ہے کہ دوسرے کا ذکر کرو ہی نہیں، نہ اچھائی سے ذکر کرو، اور نہ برائی سے ذکر کرو، کیونکہ یہ شیطان بڑا غیبت ہے، اس لئے کہ جب تم کسی کا ذکر اچھائی سے کرو گے کہ فلاں شخص بڑا اچھا آدمی ہے، اس کے اندر یہ اچھائی ہے، اس کے اندر یہ اچھائی ہے تو دماغ میں یہ بات رہے گی کہ میں اس کی غیبت تو نہیں کر رہا، بلکہ اچھائی سے اس کا ذکر کر رہا ہوں، لیکن پھر یہ ہوگا کہ اس کی اچھائیاں بیان کرتے کرتے شیطان کوئی جملہ درمیان میں ایسا ڈال دے گا جس سے وہ اچھائی برائی کے اندر تبدیل ہو جائے گی، مثلاً وہ کہے گا کہ فلاں شخص ہے تو بڑا اچھا آدمی، مگر اس کے اندر فلاں خرابی ہے۔ یہ لفظ ”مگر“ آکر سارا کام خراب کر دے گا، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ گفتگو کا رخ غیبت کی طرف منتقل ہو جائے گا، اس لئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوسروں کا ذکر کرو ہی نہیں، اس لئے کہ دوسرے کا ذکر کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے، نہ اچھائی سے کرو، اور نہ برائی سے کرو، اور اگر کسی کا ذکر اچھائی سے کر رہے ہو تو پھر ذرا کمر کس کے بیٹھو، تاکہ شیطان غلط راستے پر نہ ڈالے۔

اپنی برائیوں پر نظر کرو

ارے بھائی دوسروں کی برائی کیوں کرتے ہو، اپنی طرف نگاہ کرو، اپنے عیوب کا استحضار کرو، اگر دوسرے کے اندر کوئی برائی ہے تو اس برائی کا عذاب تمہیں نہیں ملے گا۔ اس برائی کا عذاب اور ثواب وہ جانے اور اس کا اللہ جانے، تمہیں تو تمہارے اعمال کا صلہ ملنا ہے، اس کی فکر کرو۔

تجھ کو برائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

اپنی طرف دھیان کرو، اپنے عیوب کو دیکھو۔ دوسرے کے عیوب کا خیال انسان کو اسی وقت آتا ہے جب انسان اپنے آپ سے اور اپنی برائیوں سے بے خبر ہوتا ہے، لیکن جب اپنے عیوب کا استحضار ہوتا ہے اس وقت بھی دوسرے کی برائی کی طرف خیال نہیں جاتا، دوسرے کی برائی کی طرف اس کی زبان ہی نہیں اٹھ سکتی۔ بہادر شاہ ظفر مرحوم نے بڑے اچھے شعر کہے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

نتھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر، رہے ڈھونڈتے اوروں کے عیب و ہنر

پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے عیوب کا استحضار ہمارے دلوں میں پیدا فرمادے۔ یہ سارا فساد اس سے پیدا ہوتا ہے کہ اپنی طرف دھیان نہیں ہے، یہ خیال نہیں ہے کہ مجھے اپنی قبر میں جا کر سونا ہے،

اس کا خیال نہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینا ہے، مگر کبھی اس کی برائی ہو رہی ہے، کبھی اس کی برائی، اس کے اندر فلاں عیب ہے، اس کے اندر فلاں عیب ہے، بس دن رات اس کے اندر پھنسنے ہوئے ہیں۔ خدا کے لئے اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

گفتگو کا رخ بدل دو

جن حالات میں جس معاشرے سے ہم لوگ گزر رہے ہیں، اس کے اندر یہ کام ہے تو مشکل، اس میں کوئی شک نہیں، لیکن اگر اس سے بچنا انسان کے اختیار سے باہر ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو حرام نہ کرتے، اس لئے اس سے بچنا انسان کے اختیار میں ہے، جب کبھی مجلس کے اندر گفتگو کا موضوع تہذیب ہو تو اس کو واپس لے آؤ، اور اگر کبھی غیبت کے اندر مبتلا ہو جاؤ تو فوراً استغفار کرو، اور آئندہ بچنے کے لئے دوبارہ عزم کو تازہ کرو۔

”غیبت“ تمام خرابیوں کی جڑ

یاد رکھو، یہ غیبت ایسی چیز ہے جو فساد پیدا کرنے والی ہے، جھگڑے اس کے ذریعہ پیدا ہوتے ہیں، باہمی نا اتفاقیوں اس سے پیدا ہوتی ہیں، اور معاشرے میں اس وقت جو بگاڑ نظر آ رہا ہے، اس میں بہت بڑا دخل اس غیبت کا ہے، اگر کوئی شخص شراب پیتا ہو الیاً ذی اللہ تو جو شخص ذرا بھی دین سے تعلق رکھنے والا ہے، وہ اس کو بہت بری نگاہ سے دیکھے گا، اور اس کو برا سمجھے گا، اور یہ سوچے گا کہ یہ شخص بری لت کے اندر مبتلا ہے، اور جو شخص مبتلا ہو، وہ خود یہ سوچے گا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہو رہی ہے، میں ایک بڑے گناہ کے اندر مبتلا ہوں۔ لیکن ایک شخص غیبت کر رہا ہے تو اس کے بارے میں اتنی برائی کا احساس دل میں پیدا نہیں ہوگا، اور نہ خود غیبت کرنے والا یہ سمجھتا ہے کہ میں کسی بڑے گناہ کے اندر مبتلا ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس گناہ کی برائی دلوں میں بیٹھی ہوئی نہیں، اور اس کی حقیقت کا پورے طریقے سے اعتقاد نہیں ہے، ورنہ دونوں گناہوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر اس کو برا سمجھ رہے ہیں، تو اس کو بھی برا سمجھنا چاہئے، اس لئے اس کی برائی دلوں میں پیدا کرو کہ یہ کتنی خطرناک بیماری ہے۔

اشارہ کے ذریعہ غیبت کرنا

ایک مرتبہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس ﷺ کے سامنے موجود تھیں۔ باتوں باتوں میں اُم المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر آ گیا۔ اب بتقاضا بشری سوکنوں کے اندر آپس میں ذرا سی چشمک ہوا کرتی ہے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا قد ذرا چھوٹا تھا۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا ذکر

کرتے ہوئے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کر دیا کہ وہ چھوٹے قد والی مٹکتی ہیں۔ زبان سے یہ نہیں کہا کہ وہ مٹکتی ہیں۔ بلکہ صرف ہاتھ سے اشارہ کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ! آج تم نے ایک ایسا عمل کیا کہ اگر اس عمل کی بواور اس کا زہر سمندر میں ڈال دیا جائے تو پورے سمندر کو بدبودار اور زہریلا بنادے۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ نبی کریم ﷺ نے غیبت کے معمولی اشارے کی کتنی شناعت بیان فرمائی ہے اور پھر فرمایا کہ کوئی شخص مجھے ساری دنیا کی دولت لا کر دیدے تو بھی میں کسی کی نقل اُتارنے کو تیار نہیں، جس میں دوسرے کا استہزاء ہو، جس میں اس کی برائی کا پہلو دکھاتا ہو۔^(۱)

غیبت سے بچنے کا اہتمام کریں

اب تو نقل اُتارنا قانونِ لطیفہ کے اندر داخل ہے، اور وہ شخص تعریف و توصیف کے کلمات کا مستحق ہوتا ہے جس کو دوسرے کی نقل اُتارنے کا فن آتا ہو، حالانکہ حضور اقدس ﷺ یہ فرما رہے ہیں کہ کوئی شخص ساری دنیا کی دولت بھی لا کر دیدے تب بھی میں نقل اُتارنے کو تیار نہیں، اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کتنے اہتمام سے ان باتوں سے روکا ہے۔ مگر ہم لوگوں کو معلوم نہیں کیا ہو گیا کہ ہم شراب پینے کو برا سمجھیں گے، زنا کاری کو برا سمجھیں گے، لیکن غیبت کو برا نہیں سمجھتے، اس کو شیر مادر سمجھا ہوا ہے۔ کوئی مجلس اس سے خالی نہیں۔ خدا کے لئے اس سے بچنے کا اہتمام کریں۔

غیبت سے بچنے کا طریقہ

اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی برائی ذہن نشین کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ یا اللہ! یہ غیبت بڑا سنگین گناہ ہے، میں اس سے بچنا چاہتا ہوں، لیکن مجلسوں میں دوست احباب اور عزیز واقارب سے باتیں کرتے ہوئے غیبت کی باتیں بھی ہو جاتی ہیں، اے اللہ! میں اپنی طرف سے اس بات کا عزم کر رہا ہوں کہ آئندہ غیبت نہیں کروں گا، لیکن اس عزم پر قائم اور ثابت رہنا آپ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔ اے اللہ! اپنی رحمت سے مجھے اس کی توفیق عطا فرما، اے اللہ! مجھے ہمت عطا فرما، حوصلہ عطا فرما دے۔ عزم کر کے یہ دعا کر لیں۔ یہ کام آج ہی کر لیں۔

(۱) سنن الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرفائق والورع عن رسول اللہ، باب منہ، رقم: ۲۴۲۶۔

سنن أبی داود، کتاب الأدب، باب فی الغیبة، رقم: ۴۲۳۲، مسند أحمد، رقم: ۲۳۸۱۶۔

غیبت سے بچنے کا عزم کریں

دیکھو، جب تک انسان کسی کام کا عزم اور ارادہ نہیں کر لیتا، اس وقت تک دنیا میں کوئی کام نہیں ہو سکتا، اور دوسری طرف شیطان ہر اچھے کام کو ٹٹاتا رہتا ہے۔ اچھا یہ کام کل سے شروع کریں گے۔ جب کل آئی تو کوئی عذر پیش آ گیا۔ اب کہا کہ اچھا کل سے شروع کریں گے۔ اور وہ کل پھر آتی ہی نہیں۔ جو کام کرنا ہو وہ ابھی کر لو، اس لئے کہ جس کام کو ٹٹا دیا، وہ ٹل گیا۔

دیکھئے! اگر کسی کو روزگار نہ مل رہا ہو تو وہ روزگار کے لئے بے چین ہو گیا یا نہیں؟ کسی پر اگر قرضہ ہو تو وہ قرضہ ادا کرنے کے لئے بے چین ہو گیا یا نہیں؟ اگر کوئی بیمار ہے تو وہ شفا حاصل کرنے تک بے چین ہے یا نہیں؟ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارے اندر اس بات کی بے چینی کیوں نہیں کہ ہم سے یہ بری عادت نہیں چھوٹ رہی ہے؟ بے چینی پیدا کر کے دو رکعت صلاۃ الحاجہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ یا اللہ میں اس برائی سے بچنا چاہتا ہوں۔ اپنی رحمت سے اس برائی سے بچا لیجئے، اور ہمیں استقامت عطا فرما دیجئے۔ دعا کرنے کے بعد اس بات کا عزم کر کے اپنے اوپر پابندی عائد کریں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر اس سے کام نہ چلے تو اپنے اوپر جرمانہ مقرر کر لو، مثلاً یہ عزم کریں کہ جب کبھی غیبت ہوگی تو دو رکعت نفل پڑھوں گا، یا اتنی رقم صدقہ کروں گا، اس طرح کرنے سے رفتہ رفتہ انشاء اللہ اس سے نجات ہو جائے گی، اور اس بیماری سے نجات حاصل کرنی ہے، اور اس کی بے چینی ایسی ہی پیدا کرنی ہے جیسے بیمار آدمی علاج کرانے کے لئے بے چین ہوتا ہے، اس لئے کہ یہ بھی ایک بیماری ہے، اور خطرناک ترین بیماری ہے، اور جسمانی بیماری سے زیادہ خطرناک ہے، اس لئے کہ یہ بیماری جہنم کی طرف لے جا رہی ہے۔ لہذا خود بھی اس سے بچیں، اور اپنے گھر والوں کو بھی بچائیں، اس لئے کہ خاص طور سے خواتین کے اندر یہ وبا بہت زیادہ عام ہے۔ جہاں چار عورتیں بیٹھیں، بس کسی نہ کسی کا ذکر شروع ہو گیا، اور اس میں غیبتیں شروع ہو گئیں۔ اگر خواتین اس پر عمل کر لیں، اور اس گناہ سے بچ جائیں تو گھرانوں کی اصلاح ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے، اور آپ کو بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

”چغلی“ ایک سنگین گناہ

ایک اور گناہ جو غیبت سے ملتا جلتا ہے، اور اتنا ہی سنگین ہے، بلکہ اس سے زیادہ سنگین ہے، وہ ہے ”چغلی“ عربی زبان میں اس کو ”نمیمہ“ کہتے ہیں۔ اردو زبان میں ”نمیمہ“ کا ترجمہ چغلی سے کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا یہ صحیح ترجمہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ ”نمیمہ“ کی حقیقت یہ ہے کہ کسی شخص کی کوئی

برائی دوسرے کے سامنے اس نیت سے کی جائے، تاکہ سننے والا اس کو کوئی تکلیف پہنچائے، اور یہ شخص خوش ہو کہ اچھا ہوا اس کو یہ تکلیف پہنچی، یہ ہے نیمتہ کی تعریف، اور اس میں ضروری نہیں کہ جو برائی اس نے بیان کی ہو، وہ حقیقت میں اس کے اندر موجود ہو، چاہے وہ برائی اس کے اندر موجود ہو، یا نہ ہو، لیکن تم نے محض اس وجہ سے اس کو بیان کیا تاکہ دوسرا شخص اس کو تکلیف پہنچائے، یہ ”نیمتہ“ ہے۔

”چغلی“ غیبت سے بدتر ہے

قرآن و حدیث میں اس کی بہت زیادہ مذمت بیان کی گئی ہے۔ اور یہ غیبت سے بھی زیادہ شدید اس وجہ سے ہے کہ غیبت میں نیت کا برا ہونا ضروری نہیں کہ جس کی میں غیبت کر رہا ہوں، اس کو کوئی تکلیف اور صدمہ پہنچے، لیکن نیمتہ میں بد نیتی کا ہونا بھی ضروری ہے، اس لئے یہ نیمتہ دو گنا ہوں کا مجموعہ ہے، ایک تو اس میں غیبت ہے، دوسرے یہ کہ دوسرے مسلمان کو تکلیف پہنچانے کی خواہش اور نیت بھی ہے، اس لئے اس میں دو گنا گناہ ہے، اور اس لئے قرآن و حدیث میں اس پر بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں، چنانچہ فرمایا:

﴿عَمَّارٌ مِّثْلَ نَمِيمٍ﴾^(۱)

کافروں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اس شخص کی طرح چلتے ہیں جو دوسروں کے اوپر طعن دیتا ہے، اور چغلیاں لگاتا پھرتا ہے۔

حدیث شریف میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ﴾^(۲)

”قتات“ یعنی چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا، ”قتات“ بھی چغل خور کو کہتے ہیں۔

عذابِ قبر کے دو سبب

اور ایک حدیث مشہور ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں ایک جگہ پر دیکھا کہ دو قبریں بنی ہوئی ہیں۔ جب آپ ان قبروں کے

(۱) القلم: ۱۱

(۲) صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ما یکرہ من النمیمۃ، رقم: ۵۵۹۶، صحیح مسلم، کتاب

الإیمان، باب بیان غلط تحریم النمیمۃ، رقم: ۱۵۲، سنن الترمذی، کتاب البر والصلة عن

رسول اللہ، باب ما جاء فی النمام، رقم: ۱۹۴۹، سنن أبی داود، کتاب الأدب باب فی القنات،

رقم: ۴۲۲۸، مسند أحمد، رقم: ۲۲۱۶۳

قریب پہنچے تو آپ نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صحابہ کرام سے فرمایا:
 ((اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ))

ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ پر عذاب قبر منکشف فرمادیا تھا۔ یہ عذاب قبر ایسی چیز ہے کہ ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب قبر کے اندر عذاب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور رحمت سے اس عذاب کی آوازیں ہم لوگوں سے چھپالی ہیں، ورنہ اگر اس عذاب کی آوازیں ہم لوگ سننے لگیں تو کوئی انسان زندہ نہ رہ سکے، اور زندگی میں کوئی کام نہ کر سکے، اس لئے یہ اس کی رحمت ہے کہ انہوں نے اس کو چھپالیا ہے، البتہ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اپنے کسی بندے پر اس کو ظاہر بھی فرما دیتے ہیں۔

بہر حال، حضور اقدس ﷺ پر منکشف ہوا کہ ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ پھر صحابہ کرام سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ان دونوں کو کس وجہ سے عذاب ہو رہا ہے؟ پھر فرمایا: ان کو ایسی دو باتوں کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے کہ ان باتوں سے بچنا ان کے لئے کچھ مشکل نہیں تھا، اگر یہ لوگ چاہتے تو آسانی سے بچ سکتے تھے، لیکن یہ بچے نہیں، اس کی وجہ سے یہ عذاب ہو رہا ہے۔ ایک یہ کہ ان میں سے ایک صاحب پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتے تھے، احتیاط نہیں کرتے تھے، مثلاً ایسی جگہ پر پیشاب کر دیا جس کی وجہ سے جسم پر پتھیں آ گئیں۔ خاص طور پر اس زمانے میں اونٹ بکریاں چرانے کا بہت رواج تھا۔ اور ہر وقت ان جانوروں کے ساتھ رہنا ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے اکثر ان کی پھینٹیں پڑ جاتی تھیں۔ اس سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔ (۱)

پیشاب کی چھینٹوں سے بچئے

یہ بڑی فکر کی بات ہے۔ الحمد للہ، ہمارے یہاں اسلام میں طہارت کے آداب تفصیل کے ساتھ سکھائے ہیں کہ کس طرح طہارت کرنی چاہئے، لیکن آج مغربی تہذیب کے زیر اثر ظاہری صفائی ستھرائی کا تو بڑا اہتمام ہے، لیکن طہارت شرعیہ کے احکام کی طرف دھیان نہیں۔ بیت الخلاء ایسے طریقوں سے بنائے جاتے ہیں کہ ان میں چھینٹوں سے احتیاط نہیں ہوتی۔

(۱) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب ما جاء فی غسل البول، رقم: ۲۶۱، صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب اللیل علی نجاسة البول، رقم: ۴۳۹، سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ما جاء فی التشدید فی البول، رقم: ۶۵، سنن النسائی، کتاب الطہارۃ، باب التنزه عن البول، رقم: ۳۱، سنن أبی داود، کتاب الطہارۃ، باب الاستبراء من البول، رقم: ۱۹، سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، وسننہا، باب التشدید فی البول، رقم: ۳۴۱

ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

((اسْتَنْزِعُوا عَنِ النَّبُولِ، فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ))^(۱)

”پیشاب سے بچو، اس لئے کہ اکثر عذابِ قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے“

پیشاب کی چھینٹوں کا جسم پر لگ جانا کپڑوں پر لگ جانے کی وجہ سے عذابِ قبر ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔

”چغلی“ سے بچئے

اور دوسرے صاحب کو اس لئے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ دوسروں کی چغلی بہت کیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ لہذا اس میں حضور اقدس ﷺ نے چغلی کو قبر کے عذاب کا سبب قرار دیا۔ اس لئے یہ چغلی کا عمل غیبت سے بھی زیادہ سخت ہے، اس لئے کہ اس میں بد نیتی سے دوسروں کے سامنے برائی بیان کرتا ہے، تا کہ دوسرا شخص اس کو تکلیف پہنچائے۔

راز فاش کرنا چغلی ہے

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ العلوم میں فرماتے کہ دوسروں کا کوئی راز فاش کر دینا بھی چغلی کے اندر داخل ہے۔ ایک آدمی یہ نہیں چاہتا ہے کہ میری یہ بات دوسروں پر ظاہر ہو، وہ بات اچھی ہو، یا بری ہو، اس سے بحث نہیں، مثلاً ایک مالدار آدمی ہے، اور وہ اپنی دولت دوسروں سے چھپانا چاہتا ہے اور وہ یہ نہیں چاہتا کہ دوسروں کو یہ معلوم ہو کہ میرے پاس اتنی دولت ہے، اب آپ نے کسی طرح سن گن لگا کر پتہ لگالیا کہ اس کے پاس اتنی دولت ہے۔ اب آپ ہر شخص سے کہتے پھر رہے ہیں کہ اس کے پاس اتنی دولت ہے۔ یہ جو اس کا راز آپ نے افشاء کر دیا، یہ بھی چغلی کے اندر داخل ہے اور حرام ہے۔ یا مثلاً ایک شخص نے اپنے گھریلو معاملات کے اندر کوئی پلان یا منصوبہ بنا رکھا ہے۔ آپ نے کسی طرح پتہ چلا کہ دوسروں کے سامنے بیان کرنا شروع کر دیا۔ یہ چغلی ہے۔ اسی طرح کسی کا کسی قسم کا راز ہو، اس کی اجازت کے بغیر دوسروں پر افشاء کرنا چغلی کے اندر داخل ہے۔ ایک حدیث شریف میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

((الْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ))^(۲)

(۱) کنز العمال، رقم: ۲۶۳۶۵، (۳۴۵/۹)، جامع الاحادیث، رقم: ۱۱۰۰۴، (۳۷۳/۱۱)، سنن

الدارقطنی، رقم: ۴۶۹، (۲۱/۲)، الترغیب والترہیب، رقم: ۲۵۸، (۸۴/۱)

(۲) سنن أبی داود، کتاب الأدب، باب فی نقل الحدیث، رقم: ۴۲۲۶، مسند أحمد، رقم: ۱۴۱۶۶

مجلسوں کے اندر جو بات کی جاتی ہے، وہ بھی امانت ہے۔ مثلاً کسی شخص نے آپ کو محرمِ راز سمجھ کر رازدار سمجھ کر مجلس میں آپ سے ایک بات کہی۔ اب وہ بات جا کر آپ دوسروں سے نقل کر رہے ہیں، تو یہ امانت میں خیانت ہے۔ اور یہ بھی چغلی کے اندر داخل ہے۔

زبان کے دواہم گناہ

بہر حال زبان کے گناہوں میں سے آج دواہم گناہوں کا بیان کرنا مقصود تھا۔ یہ دونوں گناہ بڑے عظیم اور سنگین ہیں۔ ان کی سنگینی آپ نے احادیث کے اندر سنی، لیکن جتنے یہ سنگین ہیں آج ان کی طرف سے اتنی ہی بے پروائی اور غفلت ہے۔ مجلسیں ان سے بھری ہوئی ہیں، گھر ان سے بھرے ہیں، زبان فینچی کی طرح چل رہی ہے۔ رکنے کا نام نہیں لیتی۔ خدا کے لئے اس کو لگام دو اور اس کو قابو کرو، اور اس کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق اس کو چلانے کی فکر کرو، ورنہ اس کا انجام یہ ہے کہ اس کی وجہ سے گھر کے گھر تباہ ہو رہے ہیں۔ آپس میں ناچاقیاں ہو رہی ہیں۔ فتنے ہیں، عداوتیں ہیں، دشمنیاں ہیں، خدا جانے کتنے گناہوں اور فتنوں کا ذریعہ ہے، اور آخرت میں تو اس کی وجہ سے جو عذاب ہونے والا ہے، وہ اپنی جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت سے اس کی شامت اور قباحت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِّیْ لَمُحَمَّدٍ لِّلّٰہِ رَبِّیْ لِّلْعَالَمِیْنَ

